Volume 04, Issue 01,
January-March 2026
PP: 115-131
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

Article QR

علامہ محمد اشرف سیالوی علیہ الرحمۃ کے توحید بارے دلائل اور ان کے مآخذ کا تحقیقی مطالعہ

An Analytical Study of the Arguments on Tawḥīd and Their Sources in the Thought of Allama Muhammad Ashraf Sialvi

Kareem Bakhsh[1], Dr Manzoor Ahmad[2]

Article History

Received
12-03-2026

Accepted
28-03-2026

Published
31-03-2026

Abstract & Indexing

Abstract

This study presents a critical and analytical examination of the concept of Tawḥīd (Oneness of God) in the thought of Allama Muhammad Ashraf Sialvi (رحمہ اللہ), with particular focus on his arguments and their primary sources. The research explores how Allama Sialvi systematically elaborates the dimensions of Tawḥīd al-Dhāt (Oneness of Essence) and Tawḥīd al-Ṣifāt (Oneness of Attributes) through a comprehensive engagement with classical Islamic scholarship. His discourse emphasizes the absolute uniqueness of Allah in essence, attributes, authority, and worthiness of worship, while simultaneously addressing theological misunderstandings related to shirk (associating partners with God). The study highlights Sialvi's methodological approach, which is deeply rooted in the foundational sources of Islam, namely the Qur'an and Hadith, and further supported by classical tafsīr literature, works of ḥadīth commentary, and authoritative texts of Islamic theology (ʿIlm al-Kalām). By analyzing his use of Qur'anic verses such as Surah al-Ikhlāṣ and Surah al-Anbiyāʾ, along with Prophetic traditions, the research demonstrates how he constructs a coherent and rational defense of Islamic monotheism. Moreover, the study evaluates his nuanced distinction between ʿibādah (worship) and taʿẓīm (reverence), clarifying misconceptions surrounding practices like respect for the Prophet ﷺ and the pious. His arguments also engage with opposing theological positions, particularly those of sectarian and philosophical schools, offering a reasoned rebuttal grounded in orthodox Sunni thought. This research establishes that Allama Sialvi's scholarship represents a significant contribution to contemporary Islamic theology, particularly in articulating a balanced and evidence-based understanding of Tawḥīd. His works remain relevant for addressing modern theological debates and misconceptions within Muslim societies.

Keywords:

Tawhid, Allama Ashraf Sialvi, Islamic Theology, Shirk, Quran and Hadith.

[1] *Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies & Language, University of Layyah.*
buxkarremOO@gmail .com ****Corresponding Author***
[2]*Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.*
drmanzoor67@yahoo.com

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ آقا کریم ﷺ کے وصال کے بعد اب دین اسلام کے وارث علماء اسلام ہیں۔ اب دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت کا کام علماء کے ذمہ ہے۔ صدر اسلام سے لے کر عصر حاضر تک اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ علماء نے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھایا۔ قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، سیرت النبی ﷺ وغیرہ علوم میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ پاکستان میں ماضی قریب میں جن علمائے ربانیین نے نمایاں علمی و تدریسی کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان میں مولانا محمد اشرف سیالویؒ بھی ایک نمایاں حیثیت و مقام رکھتے تھے۔

آپؒ 1940ء/1359ھ کو تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ کے ایک گاؤں غوثے والا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد اشرف، کنیت ابو الحسنات، خانقاہ سیال شریف ضلع سرگودھا سے روحانی نسبت کی بدولت سیالوی کہلاتے تھے۔ آپؒ کے والد گرامی کا نام فتح محمد تھا۔ مولانا سیالویؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں غوثے والا میں حاصل کی۔ لوئر مڈل پیر پنجہ (تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ) اور مڈل قصبہ بڑانہ بھٹیاں سے کیا۔

جامعہ محمدی شریف میں شعبہ عربی میں داخلہ لیا۔ مولانا محمد شفیقؒ سے ابتدائی کتب پڑھیں۔ دارالعلوم سیال شریف میں آپؒ ڈیڑھ سال زیر تعلیم رہے۔ آپؒ علوم قرآن، علم تفسیر، علوم حدیث، علم جرح وتعدیل، علوم فقہ، علوم تصوف، علم سیرت، علم الرجال، علم نحو، علم لغت، علم فرائض، علم منطق وفلسفہ، علم جدل ومناظرہ، علم جبر ہندسہ، علم تاریخ، علم تقابل ادیان وغیرہ کے ماہر عالم تھے۔ بحیثیت مدرس آپؒ نے ملک کے مایہ ناز دینی تعلیمی اداروں میں خدمات سرانجام دیں۔ آپؒ کی جتنی تالیفات اب تک سامنے آئی ہیں وہ علم و تحقیق کے معیار پر پورا اُترتی ہیں۔ یہ گراں قدر تالیفات آپؒ کے ذاتی مطالعہ اور ذاتی محنت کا نتیجہ ہیں۔

کوثر الخیرات، انبیاء سابقین اور بشارات سید المرسلین، تنویر الابصار بنور النبی المختار، تحقیقات، ہدایۃ المتذبذب الحیران فی الاستعانۃ باولیاء الرحمٰن، افضلیت شیخین، جلاء الصدور فی سماع اہل القبور، گلشن توحید و رسالت آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔ آپؒ کو عربی زبان وادب پر کامل دسترس تھی اور فن ترجمہ نگاری پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپؒ نے چار ضخیم عربی کتب: الوفا باحوال المصطفیٰ از علامہ ابن جوزی، مجموعہ صلوات الرسول از خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ، شواہد الحق از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ، انسان العیون معروف بہ سیرت حلبیہ از علامہ حلبیؒ کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالا۔[1]

آپؒ نصف صدی مسند تدریس پر جلوہ گر رہے، جس کی بدولت بیسیوں نامور مدرسین اور سینکڑوں ماہر علماء وفضلاء تیار کیے۔ ہزاروں جلسوں، کانفرنسز اور تقریبات میں شاندار علمی خطابات کیے۔ جن سے لاکھوں سامعین نے معارف وحقائق کے خزانے سمیٹے۔ سلانوالی ضلع سرگودھا میں تین مدارس قائم کیے جو آج بھی علم دین کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ آپؒ نے اپنی تحریر، تقریر اور تدریس کے ذریعے اسلام کی بے لوث خدمت کی۔

توحید فی الذات بارے دلائل:

توحید فی الذات یہ ہے کہ واجب الوجود ہستی کو معبود اور الٰہ تسلیم کیا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہی وحدہ لاشریک لہ ذات ہے جس نے اس کائنات کو وجود بخشا اور اس کو مختلف مراحل سے گزار کر نقطہ کمال تک پہنچایا۔ توحید فی الذات کے بیان میں سورہ اخلاص نہایت جامع ہے کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ انبیاء میں توحید فی الذات کے حوالے ارشاد باری تعالیٰ ہے "لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا" اگر ان دونوں (زمین وآسمان) میں اللہ کے سوا کوئی اور (بھی) معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے۔ اگر ایک ہی واجب الوجود ہستی کے ہونے کا عقیدہ رکھنے کی بجائے ایک سے زائد ہستیوں کو متصرف حقیقی تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات

توحید فی الذات کی نفی ہو گی جس سے نظام کائنات ایک وحدت کی صورت میں نہ صرف بر قرار نہیں رہے گا، بلکہ درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔ اس آیت کریمہ میں بنیادی چیز توحید فی الذات کے عقیدے کا اثبات ہے۔

پہلا معنٰی

لا الٰہ الا اللہ کے مقدس کلمہ توحید میں اللہ تعالیٰ کی ہر لحاظ سے یکتائی اور انفرادیت کا بیان ہے۔ مولانا محمد اشرف سیالوی کلمہ توحید میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو بیان کرتے ہوئے پانچ معانی سے اس کی وضاحت کرتے ہیں:

"خواہ وجوب الوجود کے لحاظ سے ہو جیسے کہ مجوسیوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اہرمن کو وجوب الوجود میں شریک کیا یا ایجاد و تخلیق کے لحاظ سے ہو جیسے کہ ثنویہ نے اللہ تعالیٰ کو خالق خیر اور اہرمن وشیطان کو شر قرار دیا ہے اور چونکہ ممکن کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی کو وجود عطاء کرے تو گویا ثنویہ کے تینوں فرقے وجوب الوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ اہرمن کی شرکت کے قائل ٹھہرے اور غیر اللہ کو واجب الوجود ماننے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ان کے نزدیک خیر محض کا خالق ہو تو اس خالق کا بیک وقت خیر اور شر ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے ۔[2]لہٰذا دو خالق ہوں تو خالق تسلیم کرنے ضروری ٹھہرے تو اس طرح ان تمام فرقوں کا غیر اللہ میں وجوب الوجود اور خالقیت تسلیم کرنا لازمی اور ضروری ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ نے خلق وایجاد میں اپنا تفرد واختصار بیان فرما کر ایسے مشرکین کا رد فرمایا" قال اللہ تعالیٰ ایشرکون مالا یخلق شیئا و ھم یخلقون"[3]ترجمہ: کیا انہیں شریک ٹھہراتے ہیں جو کوئی شے پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔

مولانا سیالویؒ صاحب کے اس کلامی بیان سے واضح ہوتا ہے کہ خلقیت کے بغیر الٰہ کا تصور نہیں ہو سکتا اور خالقیت بغیر وجوب الوجود کے متصور نہیں ہو سکتی، تو اس آیت کریمہ میں لا الٰہ کی اس جہت کو اجاگر کیا گیا اور کلمہ توحید میں جو یکتائی بیان کی گئی ہے اس کو مدلل اور مبرہن طور پر بیان کیا گیا۔

دوسرا معنٰی

مولانا سیالوی صاحبؒ کلمہ توحید میں یکتائی کا دوسرا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نیز لا الٰہ الا اللہ میں تدبیر وتصرف اور اقتدار واختیار کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا بیان ہے اور متعدد آیات کریمہ سے کلمہ توحید کی اس جہت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے " اممن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہٖ حدائق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ءالٰہ مع اللہ"[4]بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو اور نازل کیا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت اب کوئی اور حاکم ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ "بل ھم قوم یعدلون "کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ راہ راست سے مڑتے ہیں "وجعل فیھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ءالٰہ مع اللہ بل اکثرھم لا یعلمون"[5]بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق اور بنائے اس کے بیچ ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرانے کے بوجھ اور رکھا دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں سے سمجھ نہیں "امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاءالارض ءالٰہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون"[6]بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور دور کرتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا۔ اب کوئی حاکم ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ تم بہت کم دھیان کرتے ہو۔[7]

مولانا سیالوی صاحبؒ نے درج بالا متعدد آیات پیش کر کے اس بات کو مدلل انداز سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب مارنا، جلانا، روزی دینا سب کام تو تنہا اس کے قبضے میں ہوئے تو پھر دوسرے شریک کدھر سے آکر الوہیت کے مستحق بن گئے۔ تاہم اس مضمون کی متعدد آیات سے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جملہ امور میں تصرف اور اقتدار و اختیار اسی ذاتِ الٰہ میں منحصر ہے۔

تیسرا معنیٰ

مولانا سیالوی صاحبؒ توحید کا تیسرا معنیٰ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

" نیز باری تعالیٰ میں الوہیت بمعنی صفاتِ کمال بھی منحصر ہے، تو اس تقدیر پر لا الہ الا اللہ کا معنی ہوا کہ صفاتِ کمال کا موصوفِ حقیقی صرف وہی ہے دوسرا کوئی ان سے بذاتِ خود متصف نہیں ہے اور ان میں سے جو صفت جہاں بھی ہے محض عطاء الٰہی سے ہے ورنہ بتقاضائے ذات اور بغیر عطاءِ معطی کے صرف اور صرف اسی میں منحصر ہے اور وہ صفات حقیقیہ ہیں۔ حیات، علم، سمع، بصر، ارادہ، قدرت، کلام اور تکوین و تخلیق "قال اللہ تعالیٰ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم "[8] ھو اللہ الذی لاالٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم"[9]

مولانا سیالوی صاحب نے ان آیات کریمہ سے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ اُمہات الصفات و کمالات میں بھی ذات باری تعالیٰ منفرد و ممتاز ہے۔ لہٰذا لا الہ الا اللہ کا معنیٰ یہ ہو گا کہ صفات کمال کے ساتھ کوئی حقیقی متصف و موصوف نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

چوتھا معنیٰ

مولانا سیالویؒ صاحب توحید کا چوتھا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علاوہ ازیں عبادت غایت تذلل اور انتہائی خضوع و خشوع کا نام ہے اور وہ اسی کے لیے جائز ہے اور اسی کا حق ہے جو غایت درجہ کمال میں ہو اور ایجاد و تخلیق، تربیت و ترزیق، احیاء و اماتت، حشر و نشر، ضرر و نقصان اور فائدہ و فیضان اسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ تو عبادت بھی اسی میں منحصر ہو گی "[10]

تاہم مولانا سیالویؒ صاحب کی اس تصریح سے لا الہ الا اللہ کا معنی یہ ہو گا کہ "نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ" دیگر کتب لغت میں بھی الٰہیت بمعنی عبادت اور الہٰ بمعنی معبود ہی مرقوم ہے۔ مولانا سیالویؒ کی اس کلامی بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عبادت بدنیہ و مالیہ اور قلبیہ و قالبیہ کا اسی ذات میں حصر اور قصر ضروری ہے۔

پانچواں معنیٰ

مولانا سیالویؒ صاحب توحید کا پانچواں معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مزید برآں ہر چیز میں اصل اس کا وجود ہے اور دیگر تمام کمالات اس پر مترتب اور متفرع ہیں اور باری تعالیٰ اپنے آپ موجود اور دوسری ہر چیز اس کی ایجاد و تخلیق سے موجود۔ ان کا وجود امکانی اور باری تعالیٰ کا وجود واجب اور مقتضائے ذات اور امکانِ وجود واجب وجود کے مقابل کالعدم ہے تو اس تقدیر پر لا الہ الا اللہ کا معنی ہو گا "نہیں کوئی موجود حقیقی اور متصف بالوجود الحقیقی مگر اللہ تعالیٰ" اور قرآن مجید اسی معنی پر شاہد ہے" کل شیء ھالک الا وجھه"[11] "ہر چیز ہلاکت پذیر ہے مگر ذات باری تعالیٰ" یہاں پر اسم فاعل کو زمانہ حال میں لو تو ابھی ہلاکت و نیستی ثابت ہوئی اور یہی معنیٰ حقیقت ہے اور زمانہ مستقبل کا ارادہ مجاز ہے اور حقیقت کا ارادہ ممکن ہو تو مجاز کی طرف عدول کی ضرورت نہیں ہوتی اور امکان وجود چونکہ واجب وجود کے مقابل کالعدم ہے تو حال والا معنی بالکل درست ہوا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ھو الاول والآخر

والظاہر والباطن وھو بکلِ شیء علیم"[12] اول صرف وہی ہے اور آخر بھی صرف وہی ہے اور ظاہر بھی صرف وہی ہے اور باطن بھی صرف وہی ہے وہی ہر شے کا علمِ کامل دائمی رکھنے والا ہے۔[13]

الحاصل مولانا سیالویؒ صاحب نے لا الٰہ الا اللہ کے مقدس کلمہِ توحید میں اللہ تعالیٰ کی ہر لحاظ سے یکتائی اور انفرادیت کو متعدد معانی بیان کر کے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ:

- مؤثر و متصرف اور خالق و موجد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے
- صفات کمالیہ اور اوصافِ جمالیہ کی متصفِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے
- مخلوق کی جبینِ نیاز کا حقدار اور سجودِ تذلل وانکسار کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے
- موجودِ حقیقی اور متصف بالوجود الحقیقی اور مقتضائے ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

مولانا سیالویؒ صاحب کی طرف سے بیان کردہ کلمہ توحید کے انہی معانی کی تائید شرک کی اس تعریف سے بھی ہوتی ہے جو تعریف امام المتکلمین علامہ تفتازانی نے فرمائی ہے:

"الشرک اثبات الالوہیة بمعنی وجوب الوجود کما المجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما العبدۃ الاصنام"[14] شرک کا معنی ہے کسی غیر اللہ میں الوہیت ثابت کرنا خواہ الوہیت بمعنی وجوب الوجود ہو یعنی وہ غیر بھی اپنے وجود میں مستقل ہے اور کسی خالق کی طرف محتاج نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے اور کوئی اس کا خالق نہیں ہے جیسے مجوسیوں نے دو خدا تسلیم کیے ہیں، ایک خالق خیر جسے یزدان کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔ یا بمعنی استحقاق عبادت یعنی کسی غیر کو مستحق عبادت سمجھنا جیسے کہ بت پرست لوگ اپنے بتوں کو عبادت کا حقدار سمجھتے تھے اور بدنی ومالی طور پر ان کی عبادت کرتے تھے۔

تاہم کلمہ توحید کے انہی معنوں اور شرک کے بیان کردہ اس مفہوم سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی تعظیم یا اولیاء کرام کی تعظیم وتکریم اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور محبوب ومطلوب ہیں، نہ تو وہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا کے بیٹے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات میں شریک اور نہ ہی یہ رسول اکرم ﷺ کی عبادت ہے اور نہ ہی اولیاء کرام کی اور نہ ہی اس میں شرک کا شائبہ ہے۔ بلکہ رسول اکرم ﷺ اور اولیاء کرام کی تعظیم اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت ہے اور "ایاک نعبد" میں داخل ہے۔

توحید فی الصفات اور ان کے استدلات

توحید فی الصفات سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ وہ صفات جو اللہ رب العزت کے لئے خاص ہیں ان کا اثبات فقط اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کیا جائے اور کسی غیر کے لئے ان مختص صفات کے اثبات کا عقیدہ رکھنے سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود، غیر متناہی اور بالذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں اکیلا ہے، صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے جیسے عالم الغیب والشہادۃ، مبدئ الخلق، معید الخلق، مختار الکل، القادر المطلق، مدبر الامر، الرحمٰن، الحی القیوم وغیرہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ ان صفات کو کسی اور کے لئے ثابت کرنا جائز نہیں ہے۔ مولانا سیالویؒ اللہ رب العزت کی حقیقی صفات کے بارے رقمطراز ہیں:

"ماتریدیہ کے نزدیک اللہ رب العزت کی حقیقی صفات آٹھ ہیں اور اشاعرہ کے نزدیک سات ہیں۔ سب سے پہلے حیات ہے پھر علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ اور کلام یہ سات متفق علیہ ہیں۔ ماتریدیہ ان سات کے ساتھ ساتھ قوت تکوین کو بھی

حقیقی صفات میں شمار کرتے ہیں اور اللہ رب العزت نے جن ہستیوں کو اپنی نیابت کے لئے منتخب فرماتا ہے انہیں ان تمام تر کمالات میں بھی اپنا مظہر، اپنا نائب، اپنا قائم مقام اور جانشین بناتا ہے۔ جس طرح گزارش کی جاچکی ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب منصب خلافت کے لئے منتخب فرمایا تو اللہ رب العزت نے ملائکہ، جنات اور شیاطین پر ان کی جو امتیازی شان ظاہر فرمائی تو وہ علم ہے "وعلم آدم الاسماء کلھا" اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے"[15] اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تاکہ پتہ چلے جس چیز کو ملائکہ نے اپنی طرف سے پیش کیا ہے کہ ہم میں یہ امتیازی وصف ہے بغیر کسی فساد، خرابی، برائی اور غلط کاری کے ہر وقت تیری عبادت کرتے ہیں تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، حمد و ثنا کرتے ہیں اور اس میں نفس، خواہشات ہیں حرص اور لالچ ہے تو یہ مبداء فساد بنے گا تو ہمارے ہوتے ہوئے انسان کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ "ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک" اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی عبادت، نیکی اور تقویٰ پرہیز گاری کو پیش کیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی نیکی، تقویٰ پرہیز گاری کے لحاظ سے امتیازی شان نہیں فرمائی بلکہ علم کے لحاظ سے ان کی امتیازی شان کو ظاہر فرمایا اور یہ بتایا کہ میرا خلیفہ وہ ہوگا جو میری صفات کا مظہر ہوگا۔ میری صفت عبادت نہیں ہے میں تو معبود ہوں اس لئے میرا نائب اور قائم مقام وہ ہوگا جو کمالات کے اندر میرا نمونہ ہوگا لہٰذا انسان اللہ رب العزت کی صفات اور کمالات کا مظہر اتم بنتے چلے جائیں گے۔"[16]

مولانا سیالویؒ ما تحت الاسباب اور مافوق الاسباب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"نیز تحت الاسباب اور فوق الاسباب سے مراد کیا ہے؟ اسباب عادیہ کے ذریعے وجود میں آنے والی شے تحت الاسباب ہو جائے اور اسباب غیر عادیہ کے ذریعے وجود میں آنے والی شے فوق الاسباب۔ جیسے دوائی استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ شفاء عطاء کر دے تو تحت الاسباب شفاء حاصل ہوگی اور کسی نبی ورسول اور ولی و مقرب خداوند تعالیٰ کے ہاتھ پھیرنے سے اللہ تعالیٰ شفاء دے دے تو یہ فوق الاسباب ہوگئی۔ تو انبیاء و اولیاء میں فوق الاسباب امداد و اعانت مانے بغیر چارہ ہی نہیں کیونکہ وہ اسباب عادیہ اور ذرائع معمولہ کو تو استعمال میں نہیں لاتے۔"[17]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے لئے پتھر پر عصا مار کر پانی مہیا کرنا اور انہیں ہلاکت سے بچانا۔ نبی اکرم ﷺ کا پانی کے پیالہ میں دست جود و نوال رکھ کر پانی کو ابلتے چشموں میں بدل دینا اور صحابہ کرام کی پیاس بجھانا اور وضو وغیرہ کی ضروریات پوری کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواریوں کے مطالبے پر صبح و شام مشروبات و مطعومات کو مہیا کرنا اور ہاتھ پھیر کر یا کپڑے پھیر کر اندھوں کو چشم بینا عطاء کرنا اور مریضوں کے امراض کو دور کرنا اسباب غیر عادیہ کے تحت ہی تھا تو اس طرح فوق الاسباب استمداد و استعانت کو شرک قرار دینا انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام اور مقبولان بارگاہ خداوند تعالیٰ کو مشرک قرار دینے کے مترادف ہوگا۔

اسباب عادیہ اور ذرائع معمولہ سے ہٹ کر مدد و اعانت فرماتے رہے اور اپنے آپ کو اس امداد و اعانت کا اہل سمجھتے رہے اور انبیاء کرام کے ساتھ اس قسم کا استغاثہ اور استمداد کرنے والے اصحاب و رفقاء کا بھی مشرک ہونا لازم آجائے گا جس کا کوئی باہوش انسان تصور بھی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ کوئی عالم ایسا عقیدہ اپنالے بلکہ اس کی ترویج و اشاعت کی جد و جہد کرے۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

"اگر تحت الاسباب سے مراد ہے عادیہ اور غیر عادیہ اسباب کے ذریعے وقوع پذیر شے اور فوق الاسباب سے مراد ہے ہر قسم کی عادی اور غیر عادی اسباب سے بالاتر ہو کر وقوع پذیر شے تو اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مافوق الاسباب میں تصرف وتدبیر کو مختص کرنے سے باری تعالیٰ کے اختیار واقتدار کو مزید محدود کرنا لازم آجائے گا اور انبیاء ورسل اور اولیاء کرام چونکہ اسباب غیر عادیہ کے تحت امداد واعانت فرماتے ہیں۔ لہٰذا وہ تحت الاسباب ہی امداد واعانت ہوئی لہٰذا وہ امداد واعانت شرک نہ ہوئی اور نہ اس طرح کی استعانت شرک ہوئی تو علامہ صاحب باری تعالیٰ کی گستاخی اور ناقدری کے مرتکب بھی ہو گئے اور جنہیں مشرک ثابت کرنے کے لئے یہ چکر چلائے تھے وہ بھی ان کے فتویٰ شرک سے بچ نکلے اور علامہ صاحب کے حصے میں صرف اور صرف ناکامی ونامرادی رہ گئی۔ "الذین یدعون من دون اللہ " میں اصنام واوثان داخل ہیں اور ان کے پجاری بھی داخل ہیں جیسے کہ آیات کریمہ اور تصریحات اکابر سے ثابت کیا جا چکا ہے اور مشرک لوگ تو غائب خدا کی عبادت کے قائل نہیں تھے اور غائبانہ استمداد واستعانت کے قائل بھی نہیں تھے وہ تو محسوس مبصر معبود اور قرب وجوار میں موجود معاون اور مددگار چاہتے تھے تو غائبانہ نداوپکار کی قید لگانا اس لحاظ سے بھی لغو اور باطل ہے، کیونکہ وہ ہر وقت سمندروں میں تو نہیں رہتے کہ صرف اللہ وحدہ غائب کو پکارتے رہتے تھے۔ وہ تو کنارے لگتے ہی پھر اپنے محسوس ومبصر اور قرب وجوار میں موجود خداؤں کو ہی پکارتے تھے۔"[18]

مولانا سیالویؒ ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رہا یہ شبہ کہ اصنام واوثان تو صرف قبلہ توجہ تھے در اصل انبیاء واولیاء ان کے معبود اور مستعان تھے تو اس کی حقیقت واضح کی جاچکی ہے کہ آغاز اگرچہ صنم سازی کا اسی مقصد کے تحت ہوا مگر بعد میں صرف اور صرف وہی معبود ومستعان بن کر رہ گئے تھے اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بتوں کو فرمایا: کھاتے کیوں نہیں؟ بولتے کیوں نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ کیا انہیں معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ یہ تو صرف قبلہ توجہ ہیں۔ نیز بت پرستوں نے کیوں نہ کہا یہ صرف قبلہ توجہ ہیں در اصل ہمارے معبود ومسجود اور حاجت روا اور کارساز تو انبیاء اور اولیاء ہیں اور قرآن مجید نے ان اصنام کا دوزخ میں وارد ہونے کا بیان فرمایا ہے: "انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جهنم انتم لها واردون "[19] اگر یہ صرف قبلہ توجہ تھے تو ان کو آتش جہنم میں ڈال کر کفار ومشرکین کو ان کی شفاعت اور نفع رسانی اور حاجت روائی ومشکل کشائی سے مایوس کرنے اور حسرتوں، ارمانوں میں مبتلا کرنے کا کیا مطلب؟ لہٰذا ان حقائق کو جو قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں نظر انداز کرنے کا کوئی جواز نہیں اور اس انجام یعنی صنم پرستی کو بھلا دینا اور صرف آغاز کیونکر ہوا یعنی صنم سازی کے اسباب پر نظر کو مرکوز ومقصود رکھنا سراسر کوتاہ بینی بلکہ کج بینی ہے۔ اگر یونہی آغاز کی طرف جانا ہے تو پھر یہ الزام اللہ تعالیٰ پر عائد کر دینا چاہیے کہ در اصل شرک کا دروازہ اس نے خود آپ کھولا ہے، نہ کسی کو نبی ورسول بناتا نہ ان کی اتباع واطاعت کا حکم دیتا۔ نہ کسی کو ولی ومحبوب بناتا نہ ان کی دعائیں اور التجائیں مستجاب فرماتا، نہ لوگوں کے دلوں میں ان کی تعظیم وتکریم پیدا ہوتی اور نہ ہی شرک کا یہ دروازہ کھلتا۔ العیاذ باللہ۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ کسی کام کا آغاز مکروہ اور ناجائز بھی ہو جبکہ اس کا انجام اور عاقبت کار کفر اور شرک بھی ہو سکتا ہے تو اس آغاز کو ملحوظ رکھنا اور اس انجام کو نظر انداز کر دینا

کہ مشرکین بے جان مجسموں اور مورتیوں کو تو خدا مانتے رہے اور رسل کرام و نبی ماننے پر بھی آمادہ نہ ہو سکے کہاں کا عدل وانصاف اور دیانت وامانت ہے۔"[20]

مولانا سیالویؒ عبادت اور تعظیم میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عبادت کہتے ہیں "غایۃ التذلل" کو یعنی عاجزی اور انکساری کو انتہا تک پہنچا دینا اور یہ اسی صورت میں متحقق ہو گی جب کسی بھی غیر اللہ میں اللہ تعالیٰ والی صفات "رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین" تسلیم کیے جائیں۔ جب تک ایجاد و تخلیق اور بقا و دوام اور موت و حیات اور حشر و نشر کی قوت کسی میں تسلیم نہ کی جائے اس کے سامنے کی جانے والی عاجزی وانکساری اور تواضع و فروتنی عبادت نہیں بن سکتی اور جب یہ اوصاف کسی میں تسلیم کر لیے جائیں تو اسی وقت شرک لازم آجائے گا خواہ اسے سجدہ نہ بھی کرے اور اس کے سامنے دست بستہ قیام نہ بھی کرے اور یہ صفات غیر اللہ میں تسلیم کیے بغیر سجدہ بھی کرے تو شرک نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے فرشتوں کو حکم دیا"اسجدوالآدم "حضرت آدم کے سامنے سجدہ کرو"فسجدواالاابلیس ابی واستکبر وکان من الکٰفرین"[21] تمام نے حضرت آدم کے سامنے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر دیا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور کافرین میں سے ہو گیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام ان کی زوجہ محترمہ نے اور تمام بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ کیا"رفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا"[22] انہوں نے اپنے والدین کو اپنے تخت سلطنت پر اپنے ساتھ عزت و کرامت کے ساتھ بٹھایا پس وہ ان کے بھائی ان کے سامنے سجدے میں گر گئے اور انہوں نے فرمایا"یاابت ھٰذا تاویل رؤیای من قبل"[23] اے میرے باپ یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جس کو میں نے دیکھا تھا اسے جو کہ آنکھ سے تعلق رکھتی ہیں یہ ہیں: "دیدن مشاہد خیر مثل کعبہ شریفہ و قرآن مجید و دیدن بزرگان مثل انبیاء واولیاء وزیارت قبور شہداء وصالحاں کہ جان خود در راہ او باختہ اند و اوقات عزیز خود در یاد او گزرانیدہ "مقامات خیر و برکت کو"اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین"[24] کہ گیارہ ستارے اور شمس و قمر میرے سامنے سجدے میں گرے ہوئے ہیں آج وہ خواب پورا ہو گیا ہے۔ اگر کسی کے سامنے سجدہ کرنا اس کی عبادت بن جاتا اور شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی ملائکہ کو اس کا حکم نہ دیتا"ان اللہ لا یامر بالفحشاء"[25] اللہ تعالیٰ بری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ اور شرک سے بڑھ کر تو بری شے ہے ہی نہیں اور جس نے سجدہ لغیر اللہ سے انکار کیا وہ تو مستحق عزت و کرامت سمجھا جاتا نہ کہ قیامت تک لعنت کا مستحق"ان علیک لعنتی الی یوم الدین"نیز حضرت یعقوب علیہ السلام عظیم الشان پیغمبر اور ان کا گھرانہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز نہ ہوتا اور حضرت یوسف علیہ السلام نبی ہوتے ہوئے اس شرک اور عبادت غیر اللہ کی اجازت نہ دیتے اور اسے اپنے خواب کی تعبیر قرار دے کر اس پر مسرت و شادمانی کا اظہار نہ کرتے۔ ان آیات سے واضح ہو گیا کہ عبادت وہ فعل ہے جس میں انتہائی تواضع اور انکساری ہو اور وہ اسی صورت میں ہے جبکہ صفات الوہیت اور خواص خداوندی مثلاً رب العلمین ہونا، رحمٰن و رحیم ہونا اور ملک یوم الدین ہونا غیر میں تسلیم کیے جائیں۔

علم کلام میں شرک کی تعریف یوں بیان کی گئی"الشرک اثبات الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او لمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام"[26] شرک کا معنی ہے کسی غیر اللہ میں الوہیت ثابت کرنا خواہ الوہیت بمعنی وجوب الوجود ہو یعنی وہ غیر بھی اپنے وجود میں مستقل ہے اور کسی خالق کی طرف محتاج نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے اور کوئی اس کا خالق نہیں ہے جیسے کہ مجوسیوں نے دو خدا تسلیم کیے ہیں۔ ایک خالق خیر جسے یزدان کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔ یا بمعنے استحقاق عبادت یعنی کسی

غیر کو مستحق عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرست لوگ اپنے بتوں کو عبادت کا حقدار سمجھتے تھے اور بدنی ومالی طور پر ان کی عبادت کرتے تھے۔ لہٰذا رسول کریم ﷺ کی تعظیم یا اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتکریم اس لحاظ سے کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور محبوب ومطلوب ہیں اور نہ وہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات میں شریک، نہ تو یہ رسول اکرم ﷺ کی عبادت ہے اور نہ ہی اولیاء کرام کی اور نہ ہی اس میں شرک کا شائبہ ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ اور اولیاء کرام کی تعظیم اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور "ایاک نعبد" میں داخل ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے تفسیر عزیزی کے اندر "ایاک نعبد" کے تحت فرمایا ہے کہ ان عبادات کو دیکھنا مثلاً کعبہ شریف و قرآن مجید اور بزرگ ومقدس ہستیوں کی زیارت مثلاً انبیاء کرام اور اولیاء کرام اور شہداء کرام وصالحین کی قبروں کی زیارت کرنا جنہوں نے اپنی جان کو راہ خدا میں قربان کیا اور اپنے قیمتی اوقات کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کیا لہٰذا گنبد خضرا کی زیارت اور اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت اور ان کے ادب واحترام کو شرک کہنا میلاد مصطفیٰ اور گیارہویں وغیرہ کو شرک وکفر کہنا، اور ان بزرگان دین کو شرک وکفر کہنا بالکل لغو وباطل ہے۔"[27]

ہاں اگر کوئی شخص زندہ ولی کو یا وصال کے بعد اس کی قبر کو یا رسالت مآب ﷺ کے مزار اقدس کو سجدہ کرے تو یہ شرک نہ سہی حرام ضرور ہے، کیونکہ ہماری شریعت میں غیر اللہ کے لئے سجدہ حرام ہے خواہ تعظیم کے لئے ہی کیوں نہ ہو اور پہلی شریعتوں میں سجدہ بطور تحیۃ وسلام کے جائز تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر سجدہ غیر اللہ کے لئے جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ بلکہ عوام کو تو مزار بوسی کی بھی اجازت نہیں دی گئی اور خواص کو بھی عوام کے سامنے ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ عوام اسے سجدہ نہ سمجھ لیں اور حرام کام کے مرتکب نہ ہو جائیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی اشعۃ اللمعات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ولیکن باید کہ مسح نکند قبر را بوسہ ندہد چنانکہ عادت یہود است" انتہی لیکن خواص کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے میں بشرطیکہ عوام کالانعام کے سامنے نہ کیا جائے کوئی حرج نہیں ہے،[28] جیسا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپنے رخسار رسول اکرم ﷺ کے مزار اقدس پر رکھے ہوئے تھے جب مروان حاکم مدینہ نے اس حالت میں دیکھا تو تنبیہ فرمائی اور منع کیا تو آپ نے فرمایا: یہ رسول اکرم ﷺ کا مزار پر انوار ہے کوئی بت تو نہیں جس کی میں تعظیم کر رہا ہوں۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ دین پر اس وقت تک نہ رونا جب اس کے حاکم اہل ولائق ہوں۔ اب تجھ جیسے نالائق اور نااہل حاکم ہیں جنہیں مزار اقدس اور بتوں کے درمیان امتیاز ہی نہیں، تعظیم مصطفیٰ اور عبادت اصنام میں فرق ہی معلوم نہیں، لہٰذا اب دین پر رونے اور آنسو بہانے کا وقت آ گیا ہے۔ نیز فقہاء کرام نے ماں باپ کی قبروں کو بوسہ دینا جائز رکھا ہے۔ اگر بوسہ دینا عبادت ہوتا یا سجدہ کے حکم میں ہوتا تو قطعاً اس کی اجازت نہ ہوتی اور جب ماں باپ کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے تو وہ ہستیاں جن کے قدموں کی خاک پر ہمارے ماں باپ اور ہم قربان ہوں ان کا بوسہ دینا کیونکر شرک وکفر اور عبادت لغیر اللہ ہو گا؟"[29]

علامہ سیالویؒ عبادت اور تعظیم کا فرق بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

" اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور کسی ولی، غوث وقطب کے لئے بلکہ رسالت مآب ﷺ کے لئے بھی جائز نہیں، البتہ عبادت خدا کو عظمت مصطفیٰ ﷺ پر قربان کیا جا سکتا ہے اور ان کو ادب واحترام کی خاطر

باہر نہ نکالا اور اپنی نماز ادا کرنے کے لئے انہیں بیدار نہ کیا۔ نیز جان کی حفاظت جو فرائض سے مقدم فرض ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حضور اکرم ﷺ کے آرام پر قربان کر دیا۔ سانپ کا ڈسنا اور جان دینا برداشت کر لیا لیکن آرام مصطفیٰ ﷺ میں خلل انداز ہونا گوارا نہ کیا۔ حضرت سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں مصروف تھے رسالت مآب ﷺ نے یاد فرمایا تو وہ ذرا دیر سے پہنچے، سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا میں نماز میں مصروف تھا جبکہ آپ ﷺ نے آواز دی تو میں نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا یہ حکم نہیں سنا "یایھاالذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم "اے ایمان والو جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہیں پکاریں تو فوراً حاضر ہو جاؤ تو تم پھر کیوں مشغول و مصروف رہے "[30]

وہ عبادت اور تعظیم کا فرق بیان کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: صحابہ کی توحید یہ ہے اور قرآن کی توحید یہ ہے کہ نماز آرام مصطفیٰ پر قربان، نماز میں کھڑے ہو لیکن محبوب خدا کا بلاوا آجائے تو نماز کو چھوڑ دینا فرض ہے۔

توحید کے حوالے سے سیالوی صاحب کے مآخذ

مولانا محمد اشرف سیالویؒ کی تحریر اور تقریر دلائل پر مبنی ہوتی تھی۔ انہوں نے عقیدہ توحید کے اثبات کے لیے تقریباً تمام اہم اسلامی مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ ان کی تالیف کردہ کتب میں بالعموم اور علم الکلام کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب و رسائل میں بالخصوص ان مآخذ کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔ ذیل میں ان کے مآخذ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

1) قرآن کریم

قرآن پاک اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ربط اور تعلق کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں ہر خشک و تر چیز کا علم موجود ہے۔ مولانا سیالویؒ اپنے علمی اسلوب کے پیش نظر اپنے دعویٰ توحید کو قرآن سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے دلائل بیان کرتے ہوئے فرمایا: "لوکان فیھما آلھۃ الااللہ لفسدتا"[31] اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ ہوتا تو یہ نظام درہم برہم ہو جاتا۔ ولعلا بعضھم علی بعض[32] (ہر ایک دوسرے پر غلبہ کی کوشش کرتا) اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور مؤثر کنٹرولر ہوتا تو زمین وآسمان میں تباہی آجاتی، فساد پیدا ہو جاتا تو اس نظام کا دوام ایک ڈگر پر چلتے رہنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت واحد ہے "[33]

اس طرح قرآن کریم سے اخذ کرتے ہوئے انہوں نے دوسرے سب جھوٹے خداؤں کی نفی کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات کا صحیح نظام چلنا، چاند، سورج کا مقررہ وقت پر طلوع و غروب ہونا، اس چیز پر دال ہے کہ اللہ رب العزت وحدہ لاشریک لہ ہے۔ علم الکلام کے حوالے سے تالیف کردہ اپنی کتب میں سینکڑوں مقامات پہ انہوں نے قرآنی دلائل سے اپنے دعویٰ کو مدلل کیا ہے اور سینکڑوں آیات سے استشہاد کیا ہے۔ ان کے کچھ قرآنی دلائل پر مبنی آیات حسب ذیل ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع واطاعت اور ان کی پیروی کے لئے حکم خداوندی ہے:

ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہٖ ولتنصرنہ[34]

ادب مصطفیٰ ﷺ کے لئے فرمان باری تعالیٰ ہے:

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون[35]

کفار و مشرکین کے نبی کریم ﷺ سے عناد کے متعلق قرآن میں ہے:

واسروا النجوی الذین ظلموا هل هذا الا بشر مثلکم[36]

ام یقولون شاعر نتربص بہٖ ریب المنون [37]

فذکر فماانت بنعمت ربک بکاهن ولا مجنون[38]

مافوق الاسباب امداد و اعانت کیلئے فرمان باری تعالیٰ ہے:

اذهبوا بقمیصی هذا فالقوه علی وجه ابی یات بصیرا [39]

فان الله هو موله وجبریل وصالح المؤمنین والملئکة بعد ذلک ظهیر [40]

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا الله [41]

مولانا سیالویؒ کے مآخذ میں سے سب سے پہلا اور اہم ماخذ قرآن کریم ہے۔ انہوں نے بھرپور انداز سے اس سے استفادہ کیا ہے۔ ان کی تالیف کردہ کتب اس بات کی شاہد عدل ہیں۔

2) حدیث نبوی ﷺ

جس طرح قرآن کریم ہمارے لیے حجت ہے اسی طرح حدیث نبوی بھی حجت ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: مااٰتاکم الرسول فخذوه ومانهٰکم عنه فانتهوا[42] (جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) مولانا سیالویؒ قرآن کریم کے بعد احادیث مبارکہ سے اپنے دعویٰ کی توضیح و تشریح کرتے ہیں۔ مثلاً ایمان کے بارے رقمطراز ہیں:

"وفد عبد القیس کو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اللہ وحدہ کے ساتھ ایمان لاؤ اور پھر دریافت فرمایا: "اتدرون مالایمان باالله وحده " کیا جانتے ہو کہ اللہ وحدہ کے ساتھ ایمان کیا ہے۔ جب انہوں نے عرض کیا کہ الله اعلم ورسوله، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله" اللہ واحد کے ساتھ ایمان نام ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کا۔"[43]

مولانا سیالوی کہتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ کے ساتھ حسد و بغض اللہ تعالیٰ کے ساتھ حرب و قتال اور جنگ و جدال کے مترادف ہے۔ اس پر وہ درج ذیل حدیث نبوی سے استشہاد کرتے ہیں: من عاذی لی ولیا فقد آذنته باالحرب من عاذی لله ولیا فقد بارزالله باالمحاربة[44]

مولانا سیالویؒ نے ان احادیث مبارکہ کے علاوہ بہت سی احادیث کو اپنے دلائل کے طور پر شامل کیا ہے۔ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے چاہے وہ توحید ہو یا نبوت و رسالت کا ادب، ایمان بالملائکۃ ہو یا ایمان بالکتب السابقہ، مسئلہ تقدیر ہو یا مسئلہ بعثت، ان کا ہر مسئلہ احادیث مبارکہ کے دلائل سے مدلل نظر آتا ہے۔ مولانا سیالویؒ کی مآخذ حدیث میں حسب ذیل کتب شامل ہیں:

1. صحیح بخاری، از امام محمد بن اسماعیل بخاری
2. صحیح مسلم، از امام مسلم بن حجاج قشیری
3. سنن ابی داؤد، از امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث
4. جامع ترمذی، از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
5. سنن نسائی، از امام احمد بن شعیب نسائی

6. سنن ابن ماجہ از امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ
7. مؤطا امام مالک، از امام مالک بن انس اصبحی
8. مسند احمد بن حنبل از امام احمد بن حنبل شیبانی
9. السنن الکبریٰ از احمد بن حسین بیہقی
10. مستدرک حاکم از امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری
11. مصنف از عبد الرزاق صنعانی
12. مشکل الآثار، از امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی
13. معجم کبیر، از امام سلیمان بن احمد طبرانی
14. معجم اوسط از امام طبرانی
15. معجم صغیر از امام طبرانی
16. الترغیب والترہیب از علامہ اصبحانی
17. مصف ابن ابی شیبہ از امام عبد اللہ بن محمد
18. مسند ابو یعلیٰ از امام ابو یعلیٰ موصلی
19. مسند ابن نجار
20. کنز العمال از علی متقی ہندی
21. مشکوٰۃ المصابیح از ولی الدین خطیب تبریزی
22. سنن الدارمی از عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی

3) تفاسیر قرآن مجید

تفسیر سے مراد قرآن مجید کے معانی کو واضح کرنا ہے۔ جس کی مدد سے اللہ تعالیٰ کی کتاب جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی اس کا فہم حاصل ہو، اس کے معانی سے واقفیت ہو، اس کے احکام نکالے جائیں اور حکمتیں بیان کی جائیں۔

مولانا سیالوی ؒ مستند کتب تفاسیر کی روشنی میں قرآنی آیات مبارکہ کا معنیٰ و مطلب واضح کرتے ہیں۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے: لا اعبد ماتعبدون ولا انتم عٰبدون ما اعبد[45] میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم پوجتے ہو، نہ تم عبادت کرتے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اس پر مولانا سیالوی ؒ کفار کے اعمال خیر کے غیر معتد بہ ہونے کی وجہ تفسیر قرآن سے واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ای لا تقتدرون باوامر اللہ وشرعہ فی عبادتہٖ بل اخترعتم شیئا من تلقاء انفسکم کما قال اللہ تعالیٰ:ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدٰی "یعنی تم اللہ تعالیٰ کے احکام اور شرع کی اقتداء اس کی عبادت میں نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے تم نے کچھ اختراع کر رکھا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ صرف ظن وگمان کی اتباع کرتے ہیں اور خواہش نفسانیہ کی اور البتہ آئی ان کے رب کی طرف سے سراپا ہدایت۔"[46]

اسی طرح مولانا سیالوی صاحب نے مقبولان بارگاہ خداوند تعالیٰ کے لئے عطائی اختیارات کا ثبوت تفاسیر سے دیا ہے۔اس سلسلے میں وہ دیگر مفسرین کی آراء تائید کے طور پر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ید الله مغلولة" اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو بہت کچھ مگر کنجوسی کرتا ہے اور بخل سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یدہ مبسوطتٰن ینفق کیف یشاء[47]علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:والامر للتوبیخ والتعجیز ای ادعوھم فیما یھمکم من دفع ضرر او جلب نفع لعلھم یستجیبون لکم ان صح دعواکم روی ان ذٰلک نزل عند الجوع الذی اصاب قریشا"[48]

علامہ محمود آلوسیؒ کے تفسیری کلمات کو دلیل بنا کر مولانا سیالویؒ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں "غلت ایدیھم "مشرکین کے الہ کی نفی کرنا مقصود ہے کہ وہ کسی قسم کی مدد نہیں کرسکتے وہ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن لہ[49]یہاں پر مشرکین کے الہٰ کی شفاعت کرنا مراد و مقصود ہے تو اس آیت کریمہ کے تحت علامہ آلوسی فرماتے ہیں: والمراد نفی شفاعة اٰلھتھم لھم ذکر ذٰلک علی وجہ عام لیکون طریقا برھانیا الخ اس نفی کو عموم کے طریقہ پر ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ برہانی انداز بن جائے یعنی کسی بھی شافع کی شفاعت نفع نہیں دے گی مگر جس شافع کو اللہ تعالیٰ اذن شفاعت دے گا انبیاء اور ملائکہ وغیرہ میں سے۔

مولانا سیالوی کا مقصود تفسیر کی تائیدی عبارت پیش کرنے سے یہ ہے کہ جس بندے کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو شفاعت کی اجازت دے گا اس کو ان کی شفاعت نافع ہوگی اور جس کے حق میں انبیاء و رسل اور ملائکہ وغیرہ کو جو شفاعت کے اہل ہیں اجازت نہیں دے گا تو ان کی شفاعت اس کے حق میں نافع نہیں ہوگی۔کفار و مشرکین کے اصنام و اوثان شفاعت کرنے اور مشرکین شفاعت سے محروم رہیں گے۔

درج ذیل کتب تفاسیر سے مولانا سیالویؒ نے استفادہ کیا ہے اور انہیں اپنا مآخذ بنایا ہے:

1)۔تفسیر بیضاوی از قاضی عبد اللہ بن عمر بیضاوی(2)حاشیہ بیضاوی از علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی(3)تفسیر مدارک التنزیل از علامہ ابو البرکات نسفی(4)تفسیر خازن از علی بن محمد بغدادی(5)تاویلات اہل السنہ از ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی(6)تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی(7)المفردات فی غریب القرآن از راغب اصفہانی(8)تفسیر روح البیان از علامہ اسمٰعیل حقی(9)تفسیر روح المعانی از علامہ سید محمود آلوسی(10)تفسیرات احمدیہ از ملا احمد جیونؒ(11)تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی(12)تفسیر جلالین از علامہ محلی وعلامہ سیوطی

3)شروحات حدیث

شروحات حدیث وہ کتابیں ہیں جن میں حدیث کی تشریح کی گئی ہو،مشکلات کا حل کیا گیا ہو،ابہامات کی وضاحت کی گئی ہو، فقہی اختلافات کی وضاحت کی گئی ہو۔

مولانا سیالویؒ حدیث کی تشریح اور وضاحت کے لیے کتب شروحات حدیث کی طرف رجوع کرتے نظر آتے ہیں۔وہ جہاں بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن حدیث کی تشریح دی جائے بلاروک وٹوک شرح حدیث دیتے ہیں اور اس سلسلے میں شرح حدیث کا ایک وافر ذخیرہ ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔وہ اپنی علمی وسعت کو کام میں لاتے ہوئے پوری علمی دیانت سے شرح حدیث کے ذخیرہ سے استفادہ کرتے ہیں۔اس استفادے کی مثالیں ان کی تالیفات میں جابجا بکھری پڑی ہیں۔قاری ان سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔

شروحات حدیث کی روشنی میں مشکل مسئلہ کا حل اور اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ جیسے حدیث مبارکہ ہے: من مات وهو يعلم انه لااله الا الله دخل الجنة (جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ اس کو لا الٰہ الا اللہ کا حتمی اور قطعی علم ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا) تو کیا اگر کوئی آگے واشهد ان محمد عبده ورسوله نہ کہے تو کیا وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔ تو مولانا سیالویؒ اس کی وضاحت ملا علی قاریؒ کے ذریعے پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

علامہ ملا علی القاریؒ نے اس کی شرح میں فرمایا: وهٰذه الكلمة علم لكلمتي الشهادة ولذا اقتصر عليها۔ لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ جملہ شہادت توحید اور شہادت رسالت کا علم اور نام ہے اور دونوں شہادتوں کا عنوان ہے اس لئے اس پر اکتفا کیا گیا ہے[50]

وہ مزید لکھتے ہیں:

علامہ علی القاری نے اس مضمون کی دوسری حدیث مبارکہ مفاتيح الشهادة ان لا اله الا الله کے تحت فرمایا: فيه الاستغناءباحد المتلازمين عن الآخر اذ لا يعتد باحدى الشهادتين الا مع الاخرىٰ یعنی اس حدیث میں دو متلازم شہادتوں میں سے ایک کے ذکر پر اکتفا کر لیا گیا ہے اور دوسری شہادت کا ذکر ضروری نہیں سمجھا گیا۔ کیوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی دوسری کے بغیر قابل اعتداد اور لائق اعتبار نہیں[51]

شرح حدیث سے جو بات واضح ہوئی وہ یہ ہے اگر انکار رسالت ہے تو فقط لا الٰہ الا اللہ کوئی فائدہ نہیں دے گا کیوں کہ انکار رسالت انکار توحید ہے۔

مولانا سیالویؒ نے جن شروحات کتب احادیث کو اپنا ماٰخذ بنایا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

1)۔ عمدۃ القاری شرح بخاری از بدر الدین عینی (2) فتح الباری شرح بخاری از ابن حجر عسقلانی (3) ارشاد الساری شرح البخاری از قسطلانی (4) فیوض الباری شرح البخاری از محمود احمد رضوی (5) تفہیم البخاری شرح البخاری از غلام رسول رضوی 6) فیض الباری شرح بخاری از انور شاہ کشمیری (7) شرح مسلم از امام یحیٰ بن شرف نووی (8) المفہم شرح صحیح مسلم از احمد بن عمر قرطبی (9) مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری (10) اشعۃ اللمعات از شیخ عبد الحق محدث دہلوی

4) متکلمین کی کتب

اسلامی عقائد اور اس سے متعلق مباحث اور دلائل کو جاننے کا نام علم الکلام ہے۔ اس علم سے آدمی کے عقائد پختہ ہوتے ہیں، اسلامی عقائد کو غیر اسلامی اور کفریہ عقائد سے ممتاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور اس علم کے ماہر کو متکلم کہتے ہیں۔

اس طرح کے مستند متکلمین کی کتب سے مولانا سیالوی مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ مولانا سیالویؒ بھی ایک بحر العلوم قسم کی شخصیت تھے۔ علم الکلام ان کی خاص جولان گاہ تھا۔ وہ کلامی مسائل کو نئے انداز سے زیر بحث لاتے تھے۔ وہ جب لکھتے تھے دوران خطابت بولتے تھے تو مختلف اسلامی علوم فنون سے دلائل کے انبار لگا دیتے تھے۔ مسائل اور جزئیات کا استحضار اس قدر تھا کہ شاید ہی اس سلسلے میں کوئی عالم اور محقق ان کا مقابلہ کر سکے۔ آپؒ قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ متکلمین کی کتب سے بہت زیادہ استفادہ کرتے تھے اور مسائل کا حل نکالتے۔

بندہ اپنے اعمال کا خالق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں معتزلہ کا عقیدہ ذکر کرتے ہوئے مولانا سیالویؒ رقمطراز ہیں:

"قرآن مجید سے بصراحت ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے۔ خلق کل شیء[52] اللہ تعالیٰ بندوں کا بھی اور ان کے افعال کا بھی خالق ہے۔واللہ خلقکم وما تعملون[53] حالانکہ معتزلہ کہتے ہیں: بندے اپنے افعال اختیاریہ ایمان و کفر اور نیکی و بدی کے خود خالق ہیں۔[54]

یہ عقیدہ بظاہر لگتا ہے کہ کفر و شرک ہے، پر اس عقیدہ کی وجہ سے ان کو مشرک نہیں کہا گیا۔ اس کی وضاحت میں مولانا سیالویؒ شرح عقائد کی عبارت بطور دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لا يقال فالقائل بكون العبد خالقا لافعاله يكون من المشركين دون الموحدين لانا نقول الاشراك هو اثبات الشريک فی الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العباده الخ ۔یہ سوال واشکال نہ کیا جائے کہ عباد کو خالق افعال ماننے والا مشرکین میں سے ہو جائے گا نہ کہ موحدین میں سے (حالانکہ مذہب مختار یہ ہے کہ معتزلہ مشرک و کافر نہیں کیونکہ وہ اہل قبلہ میں سے ہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ شریک ٹھہرانے کی حقیقت یہ ہے کہ الوہیت میں غیر کو شریک کیا جائے"[55]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مشرک اسے کہتے ہیں جو الوہیت میں غیر کو شریک کرے خواہ وہ الوہیت بمعنی وجوب الوجود میں جیسے مجوسیوں کا عقیدہ ہے اور معتزلہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک نہیں ٹھہراتے، بندے کی خالقیت کو اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی مانند نہیں سمجھتے، بندہ افعال کی تخلیق میں آلات کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی سبب اور آلہ کا محتاج نہیں۔

مولانا سیالویؒ متکلمین کی جن کتب سے استفادہ کرتے ہیں اور مآخذ بناتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1)عقائد نسفی از عمر بن محمد نسفی(2)شرح عقائد نسفی از علامہ سعد الدین تفتازانی(3)مواقف از قاضی عضد الدین (4)شرح مواقف از میر سید شریف جرجانی(5)شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری(6)التمہید فی بیان التوحید از امام ابوشکور سالمی(7)کتاب الروح از علامہ ابن قیم الجوزیہ(8)حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(9)نبراس از علامہ عبدالعزیز پرہاروی

حوالہ جات:

1 تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں(قادری ،شرف ،محمد عبد الحکیم ،علامہ ، عظمتوں کے پاسباں، ص 248،سیالوی، محمد سہیل احمد ، مولانا،(محمد سہیل احمد، مضمون، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم، مشمولہ حجۃ الاسلام)، ص122، مشتاق احمد شاہ: کوثر الخیرات کی روشنی میں حضرت شیخ الحدیث کا عشق رسول) ،ص 178، سیالوی، محمد سہیل احمد ،مولانا، حجۃ الاسلام (ضیاء اللہ سیالوی، اشرف العلماء کی تصانیف۔ایک مطالعہ ،ص 269، سیالوی محمد سہیل احمد ،مولانا، حجۃ الاسلام (محمد ابراہیم سیالوی، مفتی، حضرت قبلہ شیخ الحدیث کی چندیادیں) ص94-

2 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحیدورسالت**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 425/1-

3 سورۃ الاعراف191:07-

4 سورہ نمل60:27-

5 ایضاً61:27-

6 ایضاً62:27-

7 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحیدورسالت**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 429/1-

8 سورۃ البقرہ255:02-

9 سورۃ الحشر22:59-

10 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحیدورسالت**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 432/1-

11 سورۃ القصص88:28-

12 سورۃ الحدید03:57-

13 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحیدورسالت**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 424/2-

14 تفتازانی، سعد الدین، علامہ، **شرح العقائد النسفیہ**، (کراچی: مکتبۃ البشریٰ)، ص40-

15 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحیدورسالت**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 106/2-107-

16 ایضاً، 108/2-

17 ایضاً

18 ایضاً، 448/1-

19 سورۃ الانبیاء98:21-

20 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحیدورسالت**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 450/1-

21 سورۃ البقرہ34:02-

22 سورہ یوسف100:12-

23 ایضاً

24 ایضاً04:12-

25 سورۃ الاعراف28:07-

26 تفتازانی، سعد الدین، علامہ، **شرح العقائد النسفیہ**، (کراچی: مکتبۃ البشریٰ)، ص234-

27 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **کوثر الخیرات لسید السادات**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2014ء)، ص365-

28 ایضاً

29 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **کوثر الخیرات لسید السادات**، (سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2014ء)، ص366-

30 ایضاً، ص370-
31 سورۃ لانبیاء22:21-
32 سورۃ المومنون91:23-
33 سیالوی، **فتاویٰ اشرف العلماء**، تحقیق و تخریج، مولانا شیر جان چشتی،(راولپنڈی: اسلامک بک کارپوریشن، جنوری 2020ء)، 43/2-
34 سورہ آل عمران81:03-
35 سورۃ الحجرات02:49-
36 سورۃ الانبیاء03:21-
37 سورہ طور30:52-
38 ایضاً29:52-
39 سورہ یوسف93:12-
40 سورہ تحریم04:66-
41 سورۃ المائدہ02:05-
42 سورۃ الحشر07:59-
43 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحید و رسالت**،(سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 107/1-
44 ایضاً، ص213-
45 سورۃ الکافرون02:109-
46 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحید و رسالت**،(سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 388/1-
47 سورۃ المائدہ64:05-
48 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحید و رسالت**،(سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 487/1-
49 سورہ سبا23:34-
50 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحید و رسالت**،(سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 108/1-
51 ایضاً
52 سورۃ الانعام102:06-
53 سورۃ الصفٰت96:37-
54 سیالوی، محمد اشرف، علامہ، **گلشن توحید و رسالت**،(سرگودھا: بزم اشرف العلماء، 2016ء)، 190/1-
55 ایضاً، 191/1-